Lesson 1: Hud (Ayaat 1- 24): Day 2

سُوۡرَةُ هُود کی تفسیر

ترتیب کے اعتبار سے 11 نمبر کی سورۃ ہے۔123 آیات ہیں،10 رکوع ہیں۔1600 کلمات ہیں اور 9567 حروف ہیں۔یہ ہجرت سے پہلے مکہ میں نازل ہوئی۔

سورۃ ھود حضرت ھودؑ کے نام پر ہے جو قوم عاد کی طرف بھیجے گئے تھے۔

سورۃ یونس کا جوڑا ہے۔

سورۃ یونس میں جو ہم نے قصے پڑھے یا قرآن پاک کی طرف بلانے کا انداز پڑھا اس میں خوش خبری کا انداز تھا۔

رغبت کی خوش خبریوں کی بات تھی۔اس سورۃ میں یعنی سورۃ ھود میں انزار کا پہلو ہے۔

سورۃ یونس میں تبشیر تھی۔بشریٰ سے خوشخبری،اور سورۃ ھود میں انزار یعنی ڈراوا ہے۔یہ تبلیغ کا بہترین انداز ہوتا ہے کہ ابتداء میں لوگوں کو خوش خبریاں دی جائیں اور نہ مانیں تو ڈرایا جائے۔اس میں خاص طور پر مکہ والوں کو کہا جارہا ہے کہ تم نے اتنے سالوں سے جو نبی ﷺ کو ڈرایا ہوا ہے،تو اب تھوڑے سے دن رہ گئے ہیں اس کے بعد تمہاری پکڑ ہو گی۔

اللہ تعالی کا بہترین کلام ہے کہ ہر چیز اسی جگہ آتی ہے جہاں اسے آنا چاہیے۔

اس سورۃ کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت محمد ﷺ سے پوچھا کہ میں آپ کے بالوں میں سفیدی دیکھتا ہوں اس کی کیا وجہ ہے؟تو آپ نے کہا مجھے سورۃ ھود اور اس کی

بہنوں نے بوڑھا کر دیا۔ بہنوں میں سورۃ واقعہ، عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ اور سورۃ اذا الشمس ہیں۔ کیوں اس میں انزار کا پہلو ہے کیسے قوموں کو تباہ کیا گیا۔ کیسے ان پر ہلاکت طاری کی گئی۔ (سنن ترمذي:3297، قال الشيخ الألباني: صحيح)

اس کا مطب یہ ہے کہ قرآن جب پڑھیں اس کا اثر کچھ نا کچھ ہمارے اوپر ہونا چاہیے۔

جس دور میں سورۃ ھود نازل ہو رہی تھی اس دور میں دعوت اسلام بالکل سنگین نوعیت اختیار کر چکی تھی۔ ہر طرف سے مزاحمت تھی۔ بالکل سرِ عام کفر اور اسلام کی جنگ ہو رہی تھی۔ اللہ کے نبیؐ کی جان لینے پہ لوگ اتر چکے تھے آپ کے راستے تنگ ہو رہے تھے جو لوگ اسلام پر آتے۔ ان کو اس کی قیمت کوڑوں اور کانٹوں کی صورت میں دینی پڑتی۔

اللہ تعالی ایسے دور میں نبیﷺ کو تیار کر رہے ہیں کہ پچھلے دور میں جب نبیوں کے ساتھ ایسے حالات بنے تو انہوں نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ آپ نے بھی ان کے ساتھ وہی سلوک کرنا ہے۔

شروع کے دو رکوع میں اسلام کے بنیادی عقائد، توحید، وحی رسالت اور قیامت کا تذکرہ ہے۔ اس میں بھی کائنات کی باقی کچھ نشانیوں کا تذکرہ ہے۔ تاکہ لوگ غور و فکر کرتے ہوئے اللہ کے نبیؐ کے مشن میں رکاوٹ بننا چھوڑ دیں۔ نبیؐ کی تڑپ کا تذکرہ ہے۔ کسی بھی معاشرے میں پھیلی ہوئی جو جہالت ہوتی ہے۔ معاشرتی، سیاسی، رسمی، معاشی طور پر اس کا علاج کیسے کیا جاتا ہے؟

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۙ﴿۱﴾

ال ر فرمان ہے، جس کی آیتیں پختہ اور مفصل ارشاد ہوئی ہیں، ایک دانا اور باخبر ہستی کی طرف سے

﴿۱﴾

ال ر۔ حروف مقطعات ہیں اور مکی سورتوں کی یہ پہچان ہیں۔

انداز سورۃ یونس والا ہی ہے، کتاب کی دعوت اور کتاب کو بڑا کرنا اسی کی خوبی ہے۔

محکم کا لفظ آیا ہے۔ لفظ محکم احکام سے بنا ہے۔ اس کے معنی ہیں کسی کلام کو ایسا درست بنایا جائے جس میں کوئی لفظی اور معنوی غلطی کا شبہ نہ رہے۔ مراد ہے کہ غلطیوں سے پاک۔ کوئی اپنی مرضی سے بدل نہیں سکتا، کوئی تحریف کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ محکم یہاں منسوخ کے مقابلہ میں آیا ہے۔ جب کوئی چیز منسوخ ہوتی ہے تو اس کی جگہ دوسری آجاتی ہے۔ محکم آخری حکم ہوتا ہے۔ اب اس کتاب کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہوگی۔

ثُمَّ فُصِّلَتْ دو چیزوں کے درمیان فرق کرنا۔ امتیاز کیا جائے۔

قرآن پاک میں کہیں تو لفظ بالکل محکم کرکے بہت دوٹوک انداز میں کیے گئے ہیں۔ (کچھ آیات کو بالکل سیدھا پڑھ کر آگے گزر جاتے ہیں اور کچھ پر بہت وقت لگتا ہے یہ قرآن کا انداز ہے)

کہیں کھول کر کہیں وضاحت سے، کہیں چھپا کر کہیں ظاہر کرکے باتیں بتادی گئیں ہیں۔

یہ باتیں آئی کس کی طرف سے ہیں مِنۡ لَّدُنۡ حَکِیۡمٍ خَبِیۡرٍ ایک دانا اور باخبر ہستی کی طرف سے۔

باخبر ہے اس کو پتہ ہے میں کوئی کام کرنے کا حکم کیوں دے رہا ہوں۔

کیا تم اتنی بڑی ذات کے مقابلہ میں اپنی مرضی کرتے ہو؟ کہ نہ تم عبادت کرو مگر اسی کی جو حکیم ہے جو خبیر ہے جو سارے کام کرنے کروانے والا ہے کیا تمہیں اس کے سوا کوئی اور ذات دیکھ رہی ہے جس سے تم مانگو جس کے آگے تم جھکو! جس کے آگے ماتھا ٹیکو! ہرگز نہیں کوئی کر ہی نہیں سکتا۔

کہ تم بندگی نہ کرو مگر صرف اللہ کی میں اُس کی طرف سے تم کو خبردار کرنے والا بھی ہوں اور بشارت دینے والا بھی ﴿۲﴾

دوٹوک طریقہ سے اللہ سبحانہ وتعالی کی تعریف کردی گئی۔ اور ساتھ ہی نبی کریمؐ کی شان بتادی۔

دو آیات ہیں۔ کس کس کا ذکر آگیا۔ ایمان بالکتاب، ایمان باللہ، ایمان بالرسالت۔

یہ ہے قرآن کا انداز۔

اللہ تعالی اتنے پیارے انداز میں دو چار لفظوں میں ساری بات بیان کر دیتا ہے۔

اللہ کے نبی کی نبوت کا مقصد نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ہے

وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ يُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ﴿۳﴾

اور یہ کہ تم اپنے رب سے معافی چاہو اور اس کی طرف پلٹ آؤ تو وہ ایک مدت خاص تک تم کو اچھا سامان زندگی دے گا اور ہر صاحب فضل کو اس کا فضل عطا کرے گا لیکن اگر تم منہ پھیرتے ہو تو میں تمہارے حق میں ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ﴿۳﴾

پچھلے گناہوں پر مغفرت طلب کرو۔ اللہ تو اتنی بڑی ذات اور اس کو چھوڑ کر میں اپنے کام کر رہی تھی میری زندگی میں کچھ اور تھا۔ میں نے زندگی ضائع کر دی۔

جب ہم قرآن پڑھتے ہیں اور نبی کی صورت میں ہمیں نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ اور یہ کتاب خود بھی نذیر ہے کبھی ڈراتی ہے کبھی رلاتی ہے کبھی پیار کرتی ہے۔ تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ ہم نے اپنی زندگی ضائع کر دی۔ تو یہ کہتی ہے کوئی بات نہیں معافی مانگ لو! پھر پلٹ کر اپنے رب کی پاس آؤ۔

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴﴾

تم سب کو اللہ کی طرف پلٹنا ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے ﴿۴﴾

ان آیات میں استغفار کی رغبت دیلائی گئی ہے پچھلی کمیوں کو پورا کرو۔ اپنی خامیوں کو دور کرو۔ اللہ تعالی تمہارے پچھلے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ پھر اس میں خوش خبری دی گئی کہ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اس کے بعد اس کو دنیا میں بھی فائدہ ملتے ہیں۔

نبی کریم کی حدیث ہے کہ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اس کے تین فائدے ہیں کہ اللہ اُسے :۔

1. --ہر تنگی میں سے نکالے گا۔
2. --ہر غم سے نجات دے گا۔

3. ۔۔وہاں سے رزق دے گا جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرتا ہو گا۔

مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى اس سے مراد ہے ایک خاص میعاد۔کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ کی اطاعت اور اللہ کی فرماں برداری کرنے سے انسان ہر قسم کی لذتوں سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔چہرہ پر محرومی کانشان پڑ جاتا ہے۔غربت ناداری اس کے گھر کاراستہ دیکھ لیتی ہے۔

ایسا نہیں ہے،اللہ بتارہے ہیں کہ اس کے بعد تمہاری زندگی اصل زندگی ہو گی خوبصورت زندگی ہو گی۔مان جاؤتو اچھا ہے۔

یہی دعوت مکہ والوں کو دی مگر ان کا حال کیا تھا۔

اَلَآ اِنَّهُمۡ يَثۡنُوۡنَ صُدُوۡرَهُمۡ لِيَسۡتَخۡفُوۡا مِنۡهُؕ اَلَا حِيۡنَ يَسۡتَغۡشُوۡنَ ثِيَابَهُمۡ ۙ يَعۡلَمُ مَا يُسِرُّوۡنَ وَمَا يُعۡلِنُوۡنَۚ اِنَّهٗ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ‏ ﴿۵﴾

دیکھو!یہ لوگ اپنے سینوں کو موڑتے ہیں تاکہ اس سے چھپ جائیں خبر دار!جب یہ کپڑوں سے اپنے آپ کو ڈھانپتے ہیں،اللہ ان کے چھپے کو بھی جانتا ہے اور کھلے کو بھی،وہ تواُن بھیدوں سے بھی واقف ہے جو سینوں میں ہیں﴿۵﴾

یہ آیت مختلف معنی کی آیت ہے۔

یہ ان مسلمانوں کی وجہ سے نازل ہوئی جو غلبۂ حیا کی وجہ سے قضائے حاجت اور بیوی سے ہم بستری کے وقت برہنہ ہونا پسند نہیں کرتے تھے کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا۔اس لیے وہ اپنی شرم گاہ کو چھپانے کے لیے اپنے سینے دوہرے کر ڈالتے گویا کہ وہ اللہ سے شرمارہے ہیں،اور اس سے چھپ رہے ہیں تو اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے کہ "راتوں کو کپڑے اوڑھے ہوئے بھی جو تم کرتے ہو اس سے بھی اللہ تو خبر دار ہے۔ جو چھپاؤ جو کھولو، جو دلوں اور سینوں میں رکھو، وہ سب کو جانتا ہے، دل کے بھید سینے کے راز اور ہر ایک پوشیدگی اس پر ظاہر ہے"۔

اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ آیت رسول کی محفلوں سے اٹھ کر جانے والے ان سرداروں کے لیے ہے جو دین کی بات سننا نہیں چاہتے تھے اور تکبر کے مارے اپنی چادریں اوڑھ کر چلے جاتے تھے۔ منافقین اور کچھ ایسے کافر نما لوگ جنہیں اللہ کے نبیؐ سے بغض تھا، مخالفت کرتے تھے۔ تو اللہ تعالی نے ان کی طرف اشارہ کیا ہے۔

عمل کی بات:-

- ✓ اللہ کی ذات سے کوئی چھپ نہیں سکتا۔
- ✓ جو بھی ہم کرتے ہیں اللہ کی ذات اسے دیکھ رہی ہے۔

يَثْنُوْنَ ث۔ن۔ی۔ دوہرا کرنا۔ کسی چیز کو لپیٹنا اور تہہ بہ تہہ کرنا۔۔ موڑنا اور پھیرنا۔

خلاصہ:-

آیت 1: أُحْكِمَتْ فُصِّلَتْ

أُحْكِمَتْ احکام سے ہے۔ اس کے معنی کسی چیز کو یوں پختہ کرنا اور استوار کرنا کہ اس میں کسی خلل اور نقص کا گمان تک نہ رہے۔

فُصِّلَتْ تفصیل سے ہے۔یعنی اپنا مدع اتنا واضح کر دینا کہ کسی شک کی گنجائش نہ رہے۔

دونوں باتوں کو جمع کرلیں تو قرآن پاک کے الفاظ سے تعلق ہے لفظ اُحۡکِمَتۡ کا۔اور فُصِّلَتۡ کا تعلق اس کی تشریح اس کے معنی سے ہے۔

پیغام ہے کہ ایسا نہیں کرنا کہ اس قرآن میں الفاظ پر تو بہت توجہ دے دی۔لیکن اس کے مفہوم پر کوئی توجہ نہیں دی۔

اُحۡكِمَتۡ اٰيٰتُهٗ اس میں 6 مختلف معنی پائے جاتے ہیں۔

1. اس کے الفاظ نہایت پختہ ہیں۔
2. مناسب ہیں، یہ بڑے نپے تلے لفظ ہیں۔
3. جہاں جو ضروری تھے وہاں وہی لفظ آئے۔
4. ان کی ترتیب اور ترکیب بہت واضح ہے۔
5. نظم کے اعتبار سے کوئی خلل نہیں۔
6. بھرپور اور جامع کتاب ہے۔

مِنۡ لَّدُنۡ اللہ کی طرف نسبت ہو رہی ہے۔ظرف مکان ہے۔یعنی جگہ کے لیے۔

ظرف کہتے ہیں برتن کو۔مکان کہتے ہیں جگہ کو

ظرف زماں۔زماں ہوتا ہے زمانے سے۔

خَبِيْرٌ کی صفت جو اللہ تعالی کے لیے آئی ہے کہ وہ لوگوں کے حالات سے باخبر ہے۔اس کو پتہ ہے کہ کن حالات میں یہ نیکی کریں گے۔وہ لوگوں کی کمزوریوں سے واقف ہے۔اور انجام سے بھی واقف ہے۔

قرآن پاک میں information بھی ملتی ہیں،روحانیت بھی ملتی ہے اور اس کے اندر اتنا صوتی حسن ہے کہ پڑھنے والا کھو جاتا ہے۔

اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ : یہ پیغام ہے کس کتاب کا کہ تم اللہ کے سوا کسی دوسرے کی طرف نہ دیکھو،وہی ہے تمہارا وہی سب کچھ کرے گا۔

اور نبی کی حیثیت کیا ہے، اِنَّنِىۡ لَـكُمۡ مِّنۡهُ نَذِيۡرٌ وَّبَشِيۡرٌ میں اُس کی طرف سے تم کو خبر دار کرنے والا بھی ہوں اور بشارت دینے والا بھی ۔

نذیر۔شفقت کے ساتھ ڈرانے والے کو کہتے ہیں۔ڈرانے والے دشمن یا درندے کے لیے نہیں بولا جاتا،بلکہ اسے شخص کے لیے بولا جاتا ہے جو کسی اپنے عزیز شفقت یا محبت کی وجہ سے ایسی چیزوں سے ڈرائے یا بتائے جو اسے دنیا اور آخرت میں نقصان پہچانے والی ہوں۔

اس سے اللہ کے نبی ﷺ کی اپنی امت کے لیے محبت بھی دکھتی ہے۔

مرکزی مضمون؛

لوگوں کو رب کے ساتھ جوڑ دو۔

اس کتاب کا اصل پیغام ہے کہ کسی اور کے بندہ نہ بنو۔ بندوں نے ہمیں دیا ہی کیا ہے۔ کسی اور کی اطاعت نہ کرو کیونکہ کوئی اور اس کے قابل نہیں۔

اللہ اللہ اس طرح انسان کی زبان پر آجائے جیسے بچہ ماں کے راگ گاتا ہے۔

اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰہَ پھر وہ عبادت زندگی کا حصہ بن جاتی ہے وہ چند وقتوں کی روایتی عبادت نہیں رہتی۔

اصل میں اللہ کی غلامی، بندوں کی غلامی سے نجات دلاتی ہے۔ اللہ تعالی بتا رہے ہیں تم صرف اسی سے مانگو۔

وَّاَنِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ يُمَتِّعۡكُمۡ مَّتَاعًا حَسَنًا

اس میں توبہ استغفار پر ہم نے بات کی کہ کس طرح انسان دن رات گناہ کرتا ہے اور احساس ہی نہیں ہوتا تو توبہ استغفار کرو۔ اپنے پچھلی غلطیوں کی معافی مانگو۔

تمھیں فائدہ دے گا متاعِ حسنہ سے۔

مَّتَاعًا حَسَنًا کیا ہے اس کی بہت خوبصورت تفسیر کی گئی۔ اس سے مراد ہے کہ انسان کی توجہ مخلوق سے ہٹ کر خالق پر جم جائے۔

متاعاحسنا یہ ہے کہ انسان موجود پر قناعت کرے اور مفقود پر، مفقود کہتے ہیں جو ابھی ہے ہی نہیں اس کے غم میں نہ پڑے۔ دنیا جس قدر میسر ہے اس پر مطمئن ہو جائے اور جو حاصل نہیں اس میں نہ پڑے۔

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى۔۔۔

پھر اللہ اسے دنیا میں چاہے تھوڑے ہی وقت کے لیے دے۔ جو بندہ اللہ پر نظریں لگاتا ہے اپنی زندگی کو کھپاتا ہے تو پھر اللہ تعالی اس کو واقعی ہی توفیق دے دیتا ہے۔

وَّ يُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ اللہ ہر صاحب فضل کو اپنا فضل دے دیتا ہے۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ پھر بھی اگر روگردانی کرو عمل صالح سے اللہ کی طرف نظر لگانے سے تو پھر میں تم پر اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

کبیر۔ یعنی جو دن عذاب والا ہوتا ہے وہ بڑا لگتا ہے۔

اللہ تعالی تمہارے لیے ایک ایسا عذاب لے کر آتا ہے جو تمہیں بہت لمبا لگے گا۔

۔۔اس نے اپنے آپ کو ایک بہت بڑے دن کے لیے تیار کر لیا۔

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ لوٹنا تو اسی کی ہی طرف ہے۔ تمہاری روحوں کو حق کی بھوک ہے یہ تو اللہ کی طرف جائیں گیا انہیں تو حق کی ہی بھوک ہے۔ لھٰذا اگر تم نے خود کو ان چیزوں میں کھپا دیا تو پھر یاد رکھو کل پچھتاؤ گے۔

جو حق کے آگے منہ موڑتے ہیں

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ دیکھو! یہ لوگ اپنے سینوں کو موڑتے ہیں تاکہ اس سے چھپ جائیں خبردار !

کوئی ایسا کب کرتا ہے جب وہ کسی کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ جس کے لیے دل میں بغض، کینہ یا حسد ہوتا ہے انسان اس سے آنکھ نہیں ملانا چاہتا۔ بالکل یہی کیفیت ان کی تھی۔

سورۃ نوح آیت 7؛

وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۚ ﴿٧﴾

اور جب بھی میں نے اُن کو بلایا تاکہ تو اُنہیں معاف کر دے، انہوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑوں سے منہ ڈھانک لیے اور اپنی روش پر اڑ گئے اور بڑا تکبر کیا﴿٧﴾

کچھ لوگ اس آیت کو عورتوں کے پردے کو رَدّ کرنے میں پیش کرتے ہیں۔ لیکن اس کا معنی واضع ہے۔ ایسے لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو یہاں چادریں اوڑھنے والوں کو تکبر والے کہا گیا ہے۔ ایسے لوگ عجیب باتیں بناتے ہیں کہ کچھ صحابہؓ چادروں میں بت چھپا کر لاتے تھے اس لئے چادر لینے سے منع کیا گیا ہے۔ یا کہتے ہیں کہ نماز میں رفع الیدین بت گرانے کے لئے کیا جاتا ہے۔

پھر آپ یہ دیکھیں؛ کہ یہ سورۃ مکی ہے اور خواتین کے لئے پردے کا حکم تو مدینہ میں نازل ہؤا تھا۔

پھر یہاں انھم فرمایا گیا ہے۔

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ دیکھو! یہ لوگ اپنے سینوں کو موڑتے ہیں تاکہ اس سے چھپ جائیں خبردار !

مذکر کی ضمیر ہے۔یعنی یہ حکم مردوں سے متعلق تھا۔عورتوں کے لئے حکم ہوتا تو انھن ہوتا۔

دوسری بات یہ کہ یہاں مِنۡهُ : ہٗ اس سے مُراد اللہ اور رسولؐ اللہ ہیں۔پردہ اللہ سے تو نہیں کیا جاتا، اس لئے یہاں عورتیں مراد نہیں ہے۔یہاں کافروں اور منافقین سے ہی خطاب کیا جارہا ہے۔

پہلے تک یہی معنی مُراد لیا جاتا تھا، پچھلی صدی میں لوگوں نے یہ نیا شوشہ چھوڑا ہے۔اور اس آیت سے نئے معنی نکال لئے ہیں کہ؛ پردہ ہے یا نہیں۔کیا عورت کو چہرے کا پردہ کرنا چاہئیے؟

عورتوں کے لئے پردے کا حکم مدینہ میں نازل ہوا اور بہت واضع حکم ہے۔

جس کو نہیں ماننا ہوتا، اللہ اُس سے سمجھنے کی توفیق بھی چھین لیتا ہے۔

اللہ کی کتاب پڑھتے اور سمجھتے ہوئے دل کھول کر بیٹھیں۔قرآن کو خوشی سے کھولیں۔چہروں سے دل چسپی کا اظہار کریں۔اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے دل حق کے لئے کھول دے۔آمین